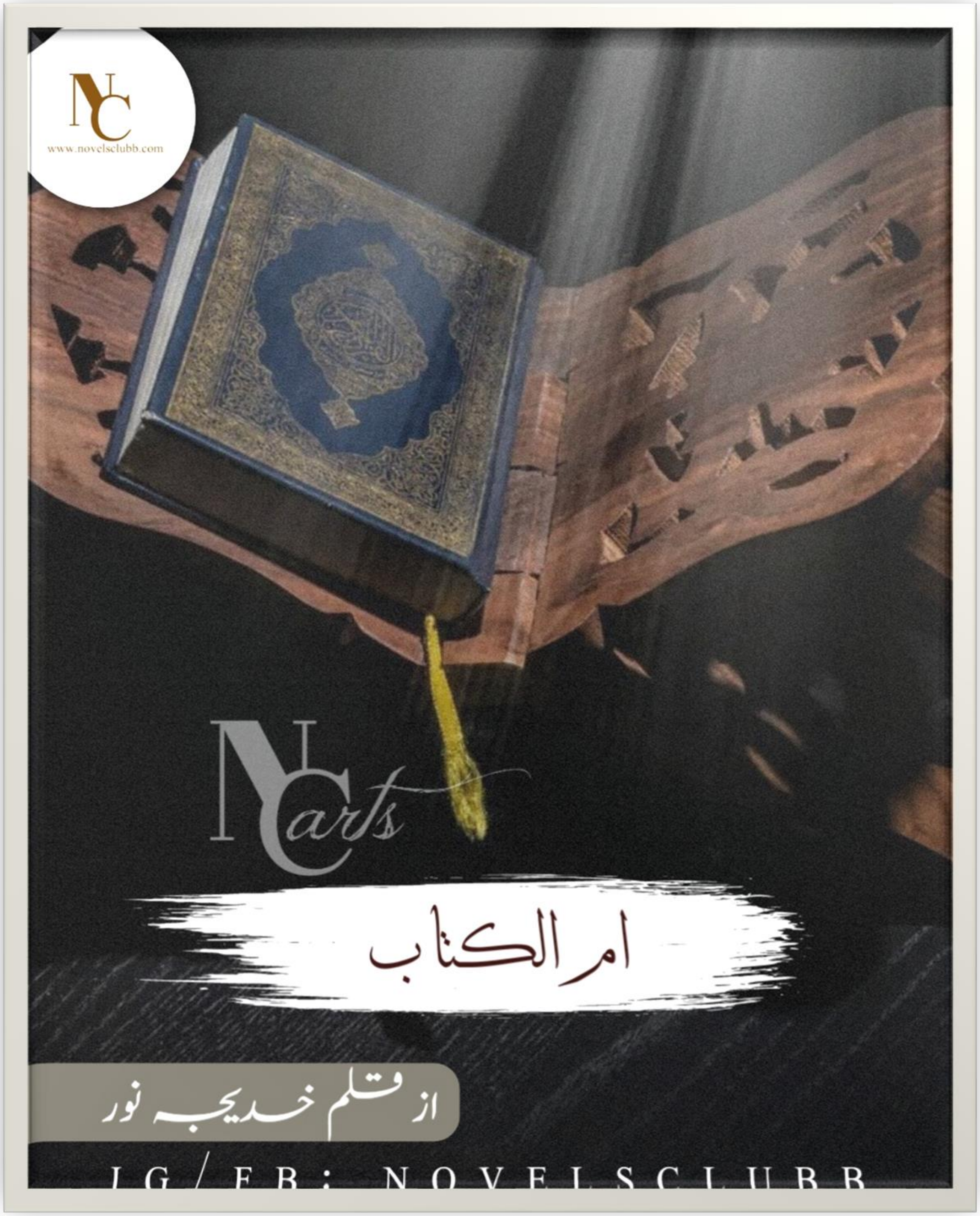
www.novelsclubb.com
ام الکتاب
از قلم خدیجہ نور
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ام الکتاب

از قلم

خدیجہ نور

www.novelsclubb.com

امتحانات مکمل ہو چکے تھے اور ان کے نتائج کا اعلان بھی کیا جا چکا تھا۔آج عائشہ کی پی ٹی ایم تھی جس میں بادل ناخواستہ رحمان کو آنا پڑا تھا۔مگر عائشہ کے چہرے سے جھلکتی خوشی کے باعث رحمان بھی پر سکون دکھائی دیتا تھا۔

سلام دعا کے بعد عائشہ کی ٹیچر اور رحمان کی گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔

"مسٹر رحمان آپ اپنی بیٹی کی پچھلے ایک سال کی پی ٹی ایمز پر غیر حاضر رہے ہیں!۔۔۔کیا میں اس سب کی معقول وجہ جان سکتی ہوں"۔۔۔۔۔نہ کوئی طنز نہ تلخی۔بس عام سا لہجہ تھا ان کا۔

"میرے بزنس ٹوورز ہوتے ہیں۔بس انہی میں مصروف تھا۔آج وقت ملا تو میں آ گیا عائشہ کے ساتھ"۔۔۔۔رحمان اکتائے لہجے میں بولا۔جیسے یہ سوال اس کو بدمزہ کر رہے ہوں۔ایک نظر عائشہ کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو "صرف تمہاری وجہ سے"۔

وہسے تو مجھے آپ کی ذاتیات میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایک" استاد چونکہ بچے کی ساکھ بناتا ہے اس لئے میں آپ سے یہ چند سوال کررہی ہوں"۔۔۔۔میم شبنم عام لہجے میں بولیں

جبکہ رحمان نے کوفت زدہ نظروں سے ان کو دیکھا۔انہی سب باتوں کی وجہ سے وہ ان سب چیزوں سے جان چھڑاتا تھا۔کیا تھا اگر یہ اسکول والے ایسی حرکات نا کریں۔

آپ کے اسکول ٹائم میں آپ کی پی ٹی ایم پر آپ کے ساتھ کون جاتا تھا۔آئی مین" آپ کے مام ڈیڈ میں سے کوئی ایک شخص تو ہوگا ہی نا"۔۔۔۔۔یہ سن کر بے اختیار رحمان اپنی زندگی کے بیس سال پیچھے چلا گیا۔

یہ منظر ایک آفس کا ہے جس کی دیواریں سفید رنگ کے پینٹ سے رنگی تھیں۔وسط میں بھورا میز تھا جس پر کیبن بنے ہوئے تھے ان میں یقینی طور پر مختلف ڈاکومنٹس موجود تھے۔میز کی ایک جانب ریوالونگ چیئر پر پرنسپل صاحب تھے

www.novelsclubb.com

جبکہ دوسری جانب دو کرسیاں ہر آنے جانے والے کے لئے رکھی گئی تھیں۔اب اگر تم دیکھو تو ایک آٹھ سالہ بچہ چہرے پر الوہی چمک لئے بیٹھا تھا اور ساتھ میں ایک درمیانی عمر کا مرد۔ان دونوں کی آنکھیں ایک جیسی تھیں۔۔۔۔سبز!

"مسٹر حیدر علی خان آپ کے بیٹے کی صلاحیتیں دیکھ کر تو لگتا ہے مستقبل کا سب سے چمکدار ستارہ بنے گا یہ"۔۔۔۔یہ پرنسپل تھے جو رحمان کی رپورٹس ہاتھ میں پکڑے جوش سے بتا رہے تھے۔جبکہ پرنسپل کی بات پر حیدر علی شاہ کی گردن تفاخر سے اکڑ گئی تھی۔

"بس آپ کو اپنے بچے پر اب زیادہ سے زیادہ توجہ دینی ہو گی۔اس کی اسٹڈیز پر فوکس کرنا ہو گا"۔۔۔۔پرنسپل اپنی بات کہے جا رہے تھے جسے حیدر علی خان تو مگن انداز میں سن رہے تھے جب کہ رحمان اکتایا سا دکھائی دیتا تھا۔

ماضی کے منظر حال کی تلخیوں میں ہمیشہ کی طرح دھندلا گئے تھے اور رحمان اب اپنی بیٹی کے ساتھ اس کی ٹیچر کے سامنے بیٹھا تھا۔کاش اس کی اسٹڈیز کے ساتھ ساتھ سیلف گرومنگ کا بھی مشورہ دیا ہوتا پرنسپل نے تو بابا اس کو مزید بہتر بنا دیتے۔

"میرے ساتھ ہمیشہ میرے بابا جاتے تھے اور واپسی پر بہت سارے گفٹس دلاتے تھے"۔۔۔۔۔رحمان جب بولا تو لہجہ میں عجیب سی خوشی تھی۔

"تو کیا یہ حق آپ کی بیٹی کو نہیں حاصل کے اس کو بھی یہ سب چیزیں مہیا کی جائیں"۔۔۔۔۔شبنم عائشہ کی رپورٹ فائل رحمان کے سامنے رکھتی ہوئی بولی جو اس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

عائشہ اب کی بار بور ہوتی اٹھ کر آفس سے باہر نکل گئی تھی جبکہ رحمان ابھی بھی وہاں ویسے ہی بیٹھا تھا۔

"میری بیٹی کو میں نے دنیا کی ہر سہولت مہیا کی ہے"۔۔۔۔رحمان اب کہ اچھنبے سے بولا۔

لیکن آپ بھول رہے ہیں کہ آپ ایک بروکن فیملی کو تشکیل دے چکے "
ہیں۔ جس میں بچی بن ماں کے رہ رہی ہے۔ آپ نہیں جانتے کہ وہ کیسے سروائیو
کرے گی جب بڑی ہو گی تو!"۔۔۔۔ شبنم کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جس سے رحمان
۔کو لگا کہ اس کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو

بروکن فیمیلیز میں ہمیشہ سفر آپ کے بچے کرتے ہیں نا کہ آپ۔ آپ کو نیا ہمسفر "
مل جائے گا مگر بچے کو اس کا ماں یا باپ نہیں۔ اس لئے اپنا وقت اپنے بچوں کو
دیں۔ اور اس کو اس کی ماں سے بھی ملنے دیں"۔۔۔۔۔ شبنم میم کی باتوں کی
بازگشت ابھی تک رحمان کے کانوں میں تھی۔ عائشہ اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھی
ہوئی تھی۔ ہاتھ میں رپورٹ کارڈ تھامے اس کے چہرے سے ایک الگ ہی خوشی
۔جھلک رہی تھی

بابا میں گھر جا کر دادو کو دکھاؤں گی وہ بہت خوش ہوں گی"۔۔۔۔ عائشہ چہکتے "
۔ہوئے بولی

www.novelsclubb.com

اپنی ماما سے ملنا چاہتی ہیں آپ ؟"۔۔۔۔ نجانے کس دل سے رحمان نے یہ سوال "
۔کیا۔دل نے ایک ہزار بار ملامت کی تھی

آپ لے کر جائیں گے مجھے مما کے پاس بابا"۔۔۔۔عائشہ مارے تحیر کے بولی "
۔جس پر رحمان نے اثبات میں سر ہلایا

اور پھر چند لمحوں بعد ان کی گاڑی ڈیفنس ایریا کے ایک بنگلے کے سامنے آکر
۔رکی۔باہر کھڑے گارڈ سے رحمان نے کچھ کہا جس پر وہ سر ہلا گیا

عائشہ بیٹا میں آپ کو دو گھنٹے بعد پک کرلوں گا ٹھیک ہے"۔۔۔رحمان کے پوچھنے "
پر عائشہ سر اثبات میں ہلا گئی۔جبکہ رحمان کی آنکھوں میں ماضی کی یادیں ہلکورے
لینے لگیں۔اب کہ اس کا رخ اپنے دوست کے کلینک کی جانب تھا۔ہاں کیونکہ وہ
۔ایک ماہر نفسیات جو تھا

کلینک میں داخل ہونے پر تمہیں کئی لوگ نظر آئیں گے جو اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔ کل ملا کر چار آفس موجود تھے جن میں سے ایک کے باہر "فرید درانی"۔۔۔۔ نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔

رحمان نے گہری سانس بھری اور دروازہ کھول کر اندر بڑھ گیا۔ جبکہ فرید نے اس کو آتے دیکھ کر خوشگوار حیرت کا اظہار کیا۔

تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں بدھ کو تمہارے پاس آؤں تب تم فری ہوتے ہو"۔۔۔۔ رحمان کے سوال پوچھنے پر فرید نے تائیدی انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

چلو میں آ گیا ہوں"۔۔۔ رحمان متذبذب سا دیوار پر ٹنگی پینٹنگ کو دیکھتے ہوئے" بولا۔ جس میں غور سے دیکھنے پر واضح ہوتا تھا کہ ایک زخمی ہرن زمین پر تڑپ رہا ہے اور اس کا بچہ آنکھوں میں کرب لئے اس کو دیکھ رہا ہے۔ جبکہ پاس کھڑا شکاری اب کہ اس کی تصویر بنانے میں مگن ہے۔ رحمان نے کرب سے آنکھیں میچیں۔ اس کا دل بھی یونہی زخمی تھا اور ہر کوئی اس تاک میں تھا کہ اس کا تماشہ بنا سکے۔

چلو بولنا شروع کرو میں سن رہا ہوں"۔۔۔۔فرید نے نوٹ پیڈ کھولتے ہوئے" ۔کہا۔جبکہ رحمان اب بولنا شروع ہو چکا تھا۔اور وہ مخصوص نکات کو لکھتا جارہا تھا

سفید ٹی شرٹ اور بھورے رنگ کے کھلے پائنچوں والی پینٹ میں ملبوس چوبیس ۔سالہ لڑکی کے چہرے پر ساری دنیا سے زیادہ بے زاری چھائی ہوئی تھی

بیٹا ہمارے خاندان کی لڑکیاں تو کیا لڑکے بھی ایکٹنگ یا فلموں میں کام نہیں" کرتے اور تم ہو کہ فلم ڈن بھی کر آئی ہو۔۔۔تم ان کو ابھی اور اسی وقت منع کر دو"۔۔۔۔یہ کہنے والے عبید منصور تھے جو اپنی اکلوتی اولاد کے ہاتھ سے نکل جانے ۔پر بس کف افسوس مل سکتے تھے

ہانیہ تم ایک بچی کی ماں ہو۔اس کو تمہاری ضرورت ہے۔آخر کو یہ بات تم سمجھنا" کیوں نہیں چاہتی ہو۔تمہارے اس ایکٹنگ کے ایک فیصلے سے اس کا مستقبل خراب ہو جائے گا۔میرے لئے نا سہی رحمان کے لئے نا سہی اپنی بیٹی کے لئے رک

جاؤ"۔۔۔۔عبید منصور باپ ہونے کے باوجود آج اس قدر بے بس تھے کہ کچھ نا کر سکتے تھے۔بے بس ہونا کسے کہتے ہیں یہ ان کو آج سمجھ میں آیا تھا۔جب ماں باپ اولاد کے ہاتھوں بے بس ہوتے ہیں نا تو پھر عنقریب وہ خود بھی بے بس ہونے والے ہوتے ہیں۔اور یہ بے بسی ان تک اس تیز رفتاری سے آئے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

ابھی کل ہی کی بات تھی جب منصور علی عبید صاحب کے والد ان کو منع کر رہے تھے امریکہ میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہونے سے۔لیکن وہ ان کی ایک بھی سننے کو تیار نا تھے۔

بیٹا دل سے کام نا لو!۔۔۔دماغ سے لو۔۔زندگی کے فیصلے دماغ سے کئے جاتے ہیں" نا کہ دل سے۔کیونکہ دل آپ کو آپ کی پسندیدہ چیز کی جانب راغب کرے گا۔جبکہ دماغ آپ کو صحیح اور غلط میں فیصلہ کرنے میں مدد دے گا"۔۔۔۔ایک

باپ اپنے بیٹے کو اس کے فیصلے کے پچھتاوے سے بچانے کی تگ ودو میں تھا۔ایک ۔بیٹا تھا کہ باپ کو خود کا حریف سمجھے بیٹھا تھا

"بابا میرے سب دوست یورپی ملکوں میں ہیں۔اور ان کا پورا خاندان وہاں پر ہنسی خوشی رہ رہا ہے۔اور میں کلاس کا ہونہار طالبعلم ہو کر پیچھے رہ جاوں؟۔۔۔یہ کہاں کا انصاف ہے۔اچھے مستقبل کی خواہش کرنا گناہ تو نہیں نا بابا"۔۔۔۔عبید منصور اپنے باپ کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔وہ آج یہ سوچ کر آئے تھے کہ ہر لحاظ سے اپنے باپ کو قائل کر کہ رہیں گے۔کیونکہ ان کے نزدیک باپ کی رضامندی ۔ضروری تھی چاہے جبری طور پر ہی کیوں نا ہو

www.novelsclubb.com

"اچھا مستقبل تمہارے اپنے ملک میں رہ کر بھی بن سکتا ہے۔تمہارے باپ نے اسی ملک میں رہ کر نام کمایا ہے۔تم بھی کما لینا بیٹا۔لیکن اپنے ملک کو چھوڑ کر جانا کہاں کی سمجھداری ہے"۔۔۔۔منصور علی ہنوز اپنی بات پر قائم تھے۔عبید منصور

نے کوفت سے اپنے باپ کو دیکھا۔جو صرف اپنی منوانا چاہتے تھے۔اور یہ بات تو طے تھی کہ عبید منصور بھی اپنی منوا کر ہی جائے گا۔

ہوتا ہے ایسا جب ماں باپ اولاد کو کسی چیز کے لئے قائل نہیں کر پاتے ہیں۔وہ قسمت کی مصلحتوں کو سمجھنے کی بجائے اولاد سے دل برا کر بیٹھتے ہیں۔ان سے زیادہ سمجھدار تو پرندے ہوتے ہیں جو پر نکلنے پر اپنی اولاد کو کھلی فضاؤں کے سپرد کر دیتے ہیں۔لیکن یہ انسان ہمیشہ آسرے ڈھونڈتا ہے۔کبھی ماں باپ کی صورت میں تو کبھی بہن بھائی تو کبھی اولاد!۔۔۔لیکن اس دنیا کے آسرے و سہارے تو مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور ہیں نا۔پھر آخر یہ لوگ اس بات کو سمجھتے کیوں نہیں؟

بابا یہ میرا اڑان بھرنے کا وقت ہے۔میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے پر نا" کاٹیں۔کیوں کہ پر کٹا پرندہ کسی کام کا نہیں ہوتا ہے۔امید ہے کہ آپ میری بات سمجھ رہے ہوں گے"۔۔۔عبید ملتجی نگاہیں باپ پر ٹکائے بولا۔باپ کی ناراضگی سے بھی ڈر لگتا تھا نا!

اپنا مسکن چھوڑ کر دیارِ غیر میں پناہ حاصل کرنے کی چاہ والا پرندہ اپنے مسکن میں" رہنے والے پر کٹے پرندے سے زیادہ بدتر ہوتا ہے۔ میری یہ بات تمہیں ابھی سمجھ نہیں آئے گی۔ جوان خون ہو، ناسمجھ ہو لیکن ایک وقت آئے گا جب تمہیں اپنے باپ کی باتیں یاد آئیں گی۔ میں تم سے ناناراض ہوں ناہی یہ کوئی بددعا ہے۔ تم اپنے لئے نیا آسمان تسخیر کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔ میری طرف سے کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔"۔۔۔۔ منصور علی بوجھل لہجے میں کہتے نظریں ہاتھ میں پکڑی کتاب پر ٹکا گئے مبادا ان کی آنکھوں سے دل کا حال واضح ناہو جائے۔ جبکہ دل پر ایک بھاری بوجھ آن پڑا تھا۔

اولاد کی دوری دل کو ہولا رہی تھی مگر پھر اس کو تھپک کر سلا دیا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں بابا"۔۔۔ عبید آنکھوں میں چمک لئے بولے جس پر" منصور علی بس سر ہلا کر رہ گئے۔ اور اگر حال میں تم جھانکو تو وہی عبید علی جن کی آنکھیں بھوری ہیں ماضی کے مقابلے میں سنجیدہ اور جہاں دیدہ دکھائی دیں گی۔ اور

www.novelsclubb.com

وہ بھی بالکل اسی طرح آج اپنی اولاد کو روکنے کی توجیہات پیش کر رہے ہیں۔ مگر کیا ان کے روکنے سے وہ واقع میں رک جائے گی یا یہ ان کی بس ایک خام خیالی ہے؟

"ہانیہ میں ایک آخری مرتبہ تم سے کہوں گا۔اس کے بعد دوبارہ نہیں۔ اگر مجھے اپنا باپ سمجھتی ہو تو نصیحت قبول کر لینا بیٹا ورنہ جیسے تمہاری مرضی"۔۔۔عبید منصور کچھ دیر کو ٹھہرے۔دل نے طنز کیا کہ کیا اپنے باپ کو باپ سمجھا تھا؟

"بابا پلیز!۔۔۔میں کسی نصیحت کے موڈ میں نہیں ہوں۔نازنین، رحمان آپ سب لوگ مذہبی اسکالر بن جاتے ہیں میری بار۔مجھے میری زندگی جینے دیں۔آپ مجھ سے میرے خواب نہیں چھین سکتے ہیں۔آپ میرے والد ہیں اس لئے میرے لئے قابل احترام ہیں۔ لیکن میں اپنے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لئے سب کچھ بھول سکتی ہوں"۔۔۔۔کئی سال پرانہ انداز۔ایسے ہی عبید منصور سینہ تان کر منصور علی کے سامنے کھڑے تھے۔جب ان کے باپ نے کہا تھا کہ وہاں کی ہوا

تمھیں راس نہیں آئے گی۔اس بات کااندازہ ان کو چھبیس سال بعد ہو رہا تھا۔کیسے

۔ان کی اکلوتی اولاد ان سے بغاوت پر اتر آئی ہے

؟کیا وہ اپنے والد کی اکلوتی اولاد نا تھے

؟کیا انہوں نے بغاوت نا کی تھی

۔آہ یہ ضمیر اور اس کی ملامت !۔۔۔انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی ہے

ہانیہ کی اس بات پر عبید منصور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور شکستہ قدم اٹھاتے فلیٹ کے خارجی رستے کی جانب چل دیئے۔جبکہ پیچھے ہانیہ بے دھم سی ہو کر ۔صوفے پر گر گئی

www.novelsclubb.com

آخر یہ ساری دنیا اس کے خوابوں کی دشمن کو کیوں بن بیٹھی ہے"۔۔۔اس نے" کوفت سے سوچا۔آنکھوں کے سامنے سبز آنکھوں، گھنگریالے بالوں اور پھولے گالوں والی بچی آئی۔وہ تین سالہ بچی اس کے وجود کا حصہ تھی۔اس کے لئے اس

کے اندر وہی احساسات تھے جو ایک ماں کے اولاد کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن رحمان نے اپنی ضد کی وجہ سے عائشہ کو ہانیہ سے ملنے تک نہیں دیا تھا۔

اور ماں باپ کی ان ضدوں کی چکی میں ہمیشہ اولاد کے احساسات و جذبات ہی پستے ہیں اس بات کا ادراک ان لوگوں کا کافی عرصے بعد ہونا تھا۔

حال میں اگر تم جھانکو تو تمہیں سیاہ آنکھوں والی لڑکی اپنے کمرے میں بیٹھی اداس نظر آئے گی۔ سیاہ ریشمی بال پشت پر کھلے پڑے تھے جو کمر سے نیچے تک کو آتے تھے۔

اس کا قدرتی حسن ایسا تھا کہ دیکھنے والے کو مبہوت سا کر دیتا۔ واللہ جب تیار ہوتی ہو گی تو قیامت ڈھاتی ہو گی۔ ادھ کھلے دروازے سے دیکھتے ہوئے اسامہ نے سوچا۔ جبکہ نازنین اپنی سوچوں میں اس قدر غرق تھی کہ کسی کی موجودگی کا احساس تو کیا شائبہ تک نا ہو سکا۔ دروازہ کھول کر اسامہ کمرے میں داخل ہوا اور اس

www.novelsclubb.com

کے عین عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔دیوار پر سائیہ بننے پر نازنین نے پلٹ کر دیکھا تو ایک لمحے کو حیران رہ گئی جبکہ اسامہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اس کو نہار رہا تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے ہونق تاثرات سخت تاثرات میں بدلے اور نازنین نے لمحے کے ہزارویں حصے میں خود کو ڈھکا۔جد پر سیاہ گھنیری آبشار کا سحر ختم ہوا۔اسامہ متبسم چہرہ لئے اس کو تکے گیا۔

پہلی بات آپ کو میرے کمرے میں دستک دے کر آنا چاہیئے تھا۔دوسری بات" ایسے ہی کسی لڑکی کے کمرے میں منہ اٹھا کر چلے آنا شریفوں کا طریق نہیں۔اس لئے فوری طور پر میرے کمرے سے باہر نکل جائیں"۔۔۔نازنین کاٹ دار لہجے میں بولی تو اسامہ کی مسکراہٹ سمٹی۔

جتنا ممی کہتی ہیں تم اس سے زیادہ زبان دراز ہو۔۔لیکن جانتی ہو میری نظر میں کیا" ہو"۔۔۔اسامہ تھوڑا آگے کو جھکا تو نازنین نے سرعت سے دو قدم پیچھے کو لئے۔اس کی اس حرکت پر اسامہ مسکرا دیا۔

مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی میرے کمرے سے جایئے "۔۔۔۔۔ نازنین" ۔آواز کو قدرے اونچی کیئے بولی۔ جبکہ اس کی اس حرکت پر اسامہ مسکرادیا

مجھے تم کافی خود پسند لگتی ہو "۔۔۔۔اسامہ اپنی بات مکمل کرتا مسکرایا۔ جبکہ" ۔نازنین کو اس کی یہ مسکراہٹ کریلے سے بھی زیادہ کڑوی لگی

میں جو بھی ہوں اس سے آپ کو کیا مطلب؟۔۔۔آپ خود پر دھیان دیں اور براہ" مہربانی میرے کمرے سے نکل جائیں وہ رہا دروازہ "۔۔۔۔نازنین دروازے کی ۔جانب اشارہ کرتی بولی

ایک آخری بات میری سن لو۔۔۔ پھر میں یہاں سے چلا جاؤں گا!"۔۔۔۔اسامہ" پراسرار لہجے میں بولا جبکہ نازنین کی نگاہیں ادھ کھلے دروازے پر ہی ٹکی ہوئی ۔تھیں

ساحر کو چھوڑ کر میرا ساتھ قبول کر لو!۔۔۔۔یقین جانو میں تمہیں اس سے زیادہ" خوش رکھوں گا"۔۔۔۔۔۔اسامہ کے الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو اس کی سماعتوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے ٹکرائے۔ نازنین کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔ غصے سے چہرہ لال ہونا شروع ہو گیا۔

"ابھی اور اسی وقت میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ۔۔اسامہ میں نے کہا دفعہ ہو جاؤ"۔۔۔نازنین اونچی آواز میں دھاڑی۔ غصے کے باعث آواز میں لرزش واضح تھی۔ جبکہ اسامہ کے نرم تاثرات یکدم ہی سرد تاثرات میں بدلے

"اگر تم میری نا ہوئی تو میں تمہیں کسی اور کی بھی نہیں ہونے دوں گا!۔۔۔برباد کر دوں گا میں تمہیں"۔۔۔اسامہ سرد لہجے میں بولا جس پر نازنین نے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔ جس کا مطلب صاف یہ تھا کہ وہ یہاں سے دفعان ہو جائے۔

اسامہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ نازنین پیچھے ٹیبل کے ساتھ لگتی زمین کی جانب جھکتی گئی۔ سر دونوں گھٹنوں میں گرا لیا۔ گرم سیال بھل بھل آنکھوں سے بہنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ کیسی آزمائش تھی؟۔۔۔اس نے تو کبھی یہ سب سوچا بھی نا تھا اور یہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا۔۔۔؟۔۔۔وہ ایک مشکل کو ختم

کرتی تھی تو دوسری آجاتی تھی۔۔۔ مطلب کہ یہ ساری مشکلیں اس کے پیچھے ہی کیوں پڑ گئی تھیں۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جبکہ دل یوں تھا جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

اور یہ کہنا غلط بات نا ہو گی کہ بہتے آنسو بھی بے رنگ خون سے کم نہیں۔

گریہ وزاری میں نکلنے والے آنسو کبھی کبھار چوٹ لگنے پر خون نکلنے سے زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں۔

کیونکہ آپ کے جسم میں موجود خون کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔مگر آنسوؤں کے باعث جو خسارے آپ کی زندگی میں آتے ہیں نا ان کو آپ کبھی بھی پر نہیں کر سکتے ہیں۔

کبھی آنسوؤں کی صورت آپ اپنا دل ہلکا کر رہے ہوتے ہیں تو کبھی اپنا ذہنی تناؤ

کبھی کسی کی جدائی میں بہا کر سوگ مناتے ہیں تو کبھی کسی چیز کے حاصل نا ہونے

پر۔

جدائی دونوں صورتوں میں تکلیف دہ ہوتی ہے۔۔۔چاہے چیز کو حاصل کرنے کی

خواہش کی صورت میں چاہے حاصل کرنے کے بعد کھودینے کی صورت میں۔

نازنین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی!۔۔۔اب کہ وہ اس روتی دھوتی لڑکی سے

قدرے مختلف دکھائی دیتی تھی۔اس کی آنکھوں میں سفاک تاثر ابھرا تھا۔وہ یہ

بھول گئی تھی کہ وہ قرآن کی نرم دل طالبعلم تھی!۔

اب کہ ہر جذبہ مفقود تھا۔سب جذبوں پر ایک جذبہ حاوی تھا۔'ایک عورت کا

انتقام'۔۔۔۔"تمہاری بربادی میرے ہاتھوں ہی لکھی ہے اسامہ علی

خان"۔۔۔۔اتنا کہہ کر وہ میز سے سارا سامان سمیٹنے لگی۔ان چیزوں کے لئے پورا

انہماک درکار ہوتا ہے۔

اب کہ وہ کمرے سے باہر آئی اور اپنی ماں کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

امی ثمرین خالہ چلی گئیں"۔۔۔۔ نازنین نے بھاری آواز میں سوال کیا۔رونے کے باعث چہرہ ستا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

ہاں چلی گئیں تمہیں کونسا فکر ہے کہ وہ تمہاری ساس ہیں اور کل کو ان کے گھر جانا ہے!۔۔۔اوپر سے ان کو جتنی باتیں تم نے سنائیں صد شکر برا نہیں مانی وہ"۔۔۔۔شاہین کا لہجہ شروع میں بیٹی کے لئے شکایتی تھا اور آخر میں بہن کے لئے تشکر آمیز تھا۔

امی میں نے کچھ برا یا غلط کہا ہوتا تو وہ برا مانتی ناں"۔۔۔۔اپنے دفاع میں دلیل پیش کی۔

www.novelsclubb.com

بات برا یا غلط کہنے کی نہیں ہے!"

وہ تمہارا سسرال ہے وہ تمہیں جس رنگ میں ڈھالنا چاہیں گے تمہیں اسی رنگ میں ڈھلنا ہو گا!۔۔۔کل کو ایک کامیاب بہو اور بیوی بننا چاہتی ہو تو"۔۔۔۔یہ ایک فیمینسٹ عورت کہہ رہی تھی اپنی بیٹی سے جو بھرے مجموں میں عورتوں کے

حقوق کا پرچار کیا کرتی تھی۔ان کے چہرے پر گزرے وقت کے اثرات موجود تھے لیکن ان کی گرومنگ اس عمر میں بھی ایک ایسے بچے کی طرح کی گئی تھی جس کو سب انگلی پکڑ کر چلانا سیکھاتے ہیں۔

"امی اگر مجھے ان لوگوں کے رنگ میں ڈھلنا ہے تو میرے اپنے رنگ کا کیا؟۔۔۔میں اس کو یونہی کھودوں؟۔۔۔دوسروں کے رنگ میں رنگتے رنگتے اپنا آپ۔گنوادوں"۔۔۔۔نازنین بس اداس لہجے میں سوال کررہی تھی۔کچھ دیر قبل والی سردمہری اب کہ اڑن چھو ہو چکی تھی۔اور یہ بات سچ ہے کہ ہم دوسروں کے رنگ میں ڈھلنے کی چاہ میں یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمیں کس کے رنگ میں ڈھلنا تھا اور ہمارا اپنا کیا رنگ تھا۔

"مجھے نہیں معلوم!۔۔۔میری ماں نے مجھے یہی سکھایا اور میں آگے سے اپنی بیٹی کو وہی سکھا رہی ہوں!۔۔۔اور نسل در نسل یہ سیکھ ہمارے گھرانوں میں سکھائی جاتی ہے"۔۔۔۔شاہین عام سے لہجے میں کہتیں اپنی میک اپ کٹ میں سے کبھی

www.novelsclubb.com

کچھ اٹھاتیں تو کبھی کچھ ان کو شائد ان کی مطلوبہ شے مل نہیں رہی تھی جبھی وہ
۔ناز نین کو اتنا وقت دے رہی تھیں

جبکہ ناز نین نے دکھ سے اپنی ماں کو دیکھا۔ہاں وہ اس کے باپ کی اطاعت گزار
بیوی تھیں مگر اس کا باپ بھی ایک محافظ اور اپنے گھر کی عورت کی عزت کرنے والا
تھا۔اس کو اسپورٹ کرنے والا تھا۔یہ سب اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
تھا۔لیکن یہ ایک سیکھ جو ناسور کی طرح رگوں میں بہتے خون میں رچ بس گئی تھی
۔اس کا وہ کیا کرے

وہ اپنی ماں کو یہ نا کہہ سکی کہ اس کی بھی کوئی خواہش ہے۔۔۔آخر یہ چیز اس پر ہی
کیوں فرض ہے کہ وہ خود کو شوہر کے رنگ میں ڈھالے۔۔۔یا ساس کی دلجوئی اس
کے کہے کے مطابق کرے۔کیا رنگ بدلنا صرف اس کا کام
۔تھا۔۔۔؟۔۔۔۔نہیں۔۔۔رنگ بدلنا انسانوں کو شیوہ نہیں دیتا

www.novelsclubb.com

وہ نازنین تھی !۔۔۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔۔۔۔جن سے ایک چمک پھوٹتی تھی !۔۔۔اور یہ بات میں اور تم اچھے سے جانتے ہیں کہ سیاہ رنگ کسی دوسرے رنگ کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیتا ہے۔اور نازنین نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ خود پر کسی کو حاوی نہیں ہونے دے گی۔وہ جانے کے لئے مڑی اور نجانے کس احساس کے تحت پلٹ کر دیکھا۔جہاں وہ اب قدرے مطمئن نظر آتی تھیں۔ان کو یقینی طور پر ان کی مطلوبہ شے مل گئی تھی۔نازنین کے چہرے پر سوگوار مسکراہٹ نے اپنا سائیہ کر لیا۔وہ بنا قدموں کی چاپ کے کمرے سے باہر آگئی۔کمرے کی ۔دیواریں بھی اس سیاہ آنکھوں والی لڑکی کو جاتا دیکھ کر اداسی سے مسکرادیں

www.novelsclubb.com

خنساء کا آج یونیورسٹی میں پہلا دن تھا۔سادہ سفید اور گلابی رنگ کے سوٹ میں ملبوس وہ کوئی چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔جس کو دور سے ہی ریگنگ کے لئے کھڑے لڑکے اور لڑکیاں للچائی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔بالوں کو اونچی پونی

میں باندھے وہ پر سکون انداز میں چل رہی تھی دفعتاً رکی اور اپنا ہینڈ بیگ کھول کر ٹٹولا۔کچھ دیر بعد ہی اس کے ہاتھ میں اس کا موبائل تھا اور اگر تم اس کی اسکرین غور سے دیکھو تو پوری یونیورسٹی کا نقشہ اس پر بنا ہوا تھا۔یہ تصویر بھی اس نے داخلی رستے سے گزرتے ہوئے لی تھی۔ہاتھ میں موبائل پکڑے وہ چل رہی تھی جب ایک لڑکی کی آواز پر رکی۔

"ہیلو کیسی ہو تم؟۔۔۔یہاں پر لگتا ہے نئی ہو۔۔۔کیا میں تمہاری مدد کروں"۔۔۔وہ لڑکی خود ہی سب کچھ اخذ کرتی اس کو آفر دے گئی یہ جانے بغیر کے سامنے کونسی بلا کھڑی ہے۔

وہ فیشنسٹ لڑکی چہرے پر مہربان مسکراہٹ سجائے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"بہت شکریہ آپ کی پیش کش کا!۔۔۔لیکن میں یوں اجنبیوں سے راہ ورسم نہیں بڑھالیتی"۔۔۔۔خنساء شائستگی سے کہتی جانے لگی مگر وہ لڑکی ایک بار پھر سامنے آ گئی۔

کم آن یار !۔۔۔ہم ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں تو کیا ہم دوست نہیں بن سکتے "۔۔۔۔لینز شدہ آنکھیں چھوٹی کیئے وہ لڑکی بولی۔

معذرت !۔۔۔میں اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کو دوست نہیں بناتی !۔۔۔یو نو" اٹ ساؤنڈز آکورڈ"۔۔۔۔خنساء اب کہ چہرے پر تپا دینے والی مسکراہٹ سجائے بولی۔

جبکہ دور کھڑا ان کا گروپ اس نئ آنے والی لڑکی کی مسکراہٹ پر اپنا کام پورا ہوتا سمجھ کر خوش ہو رہا تھا۔

کم آن۔۔۔تم میں اور مجھ میں بس ایک دو سال کا ڈیفرنس ہو گا"۔۔۔۔وہ لڑکی" ابھی بھی شستہ انداز میں بول رہی تھی۔جبکہ خنساء اب کہ اندر ہی اندر چڑھ رہی تھی۔جو اس کو اچھا نہیں لگتا تھا اس سے وہ بہت جلدی چڑ جایا کرتی تھی اور اس کو دو منٹ میں اس کی اوقات یاد دلا دیتی تھی۔

تصحیح کر لیں۔ آپ کی اور میری عمر میں کم سے کم چھ سال کا فرق ہو گا!۔۔۔وہ" الگ بات ہے آپ پڑھائی میں لیٹ ہوں"۔۔۔۔خنساء دونوں بھنویں ملائے بولی ۔جبکہ سامنے کھڑی لڑکی کا دل کیا کہ اپنا سر دیوار میں مارلے یا اس کا ۔مگر پھر خود کو کمپوز کرتی بولی

اچھا مان لیا۔۔۔لیکن اس بڑی یونیورسٹی میں تمہیں کوئی دوست تو چاہیئے ہی ہو گا" نا!۔۔۔۔تو وہ میں ہی کیوں نہیں"۔۔۔۔۔کھلے دل سے پیش کش۔آہ!۔۔۔وہ ۔واقع میں کتنی عظیم تھی یہ راز بھی چند لمحوں میں فاش ہو جانا تھا

میں یوں راہ چلتے لوگوں کو نا تو دوست بناتی ہوں نا ہی ان سے کوئی مدد لیتی" ہوں!۔۔۔اور میں اپنی مدد خود کر سکتی ہوں!۔۔۔بہت بہت شکریہ آپ کی آفر کا پر اس کو کسی اور کے لئے محفوظ رکھیں"۔۔۔۔۔خنساء رکھائی سے کہتی آگے بڑھ گئی۔جبکہ پیچھے وہ لڑکی پیر پٹخ کر واپس مڑی۔اس کے چہرے پر اب مہربان ۔مسکراہٹ کی جگہ زہر خندہ تاثر تھا

تم نے الحینہ ملک کو نا کی ہے !۔۔۔اب تم دیکھتی جانا کہ میں تمہارا کیا حشر کروں گی "۔۔۔۔۔دل ہی دل میں وہ سوچ رہی تھی۔اس کی آنکھیں کسی شاطر شکاری جیسی دکھائی دینے لگی تھیں جو اپنے شکار کی تاک میں ہو !

اور یہ بات سچ ہے کہ انسان کبھی کبھی ایسی چیزوں کو انا کا مسئلہ بنالیتا ہے جن کو اہمیت دینے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

ہیۓ الحینہ !۔۔۔کیا بنا وہ نئی لڑکی پھنسی کے نہیں "۔۔۔۔احرار اس کا کلاس فیلو قریب آتے ہوئے بولا۔جس پر اس نے کن اکھیوں سے اس کی جانب دیکھا۔

اچھا اچھا جانتا ہوں وہ تمہارے جال میں پھنس چکی ہو گی "۔۔۔۔۔احرار خود ہی دونوں ہاتھوں کو سرنڈر کرنے والے انداز میں اوپر کرتا بولا جس پر الحینہ اک ادا سے مسکرا دی۔

دن بادن کافی عقل مند ہوتے جا رہے ہو تم "۔۔۔۔اس کے کندھے کو تھپکتی وہ توصیفی انداز میں بولی۔

۔جبکہ ارد گرد موجود ہر شے نے سازش کی بو کو ہوا میں شامل ہوتے محسوس کیا

سفید ستونوں والی عمارت میں قدم رکھو تو تم دیکھو گے آج وہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی گلابی رنگ کے حجاب میں چہرہ مقید کئے طلباء کی ایک بڑی جماعت کے سامنے کھڑی تھی۔یہ ایک طرح سے ان کی پریزنٹیشن تھی۔سورہ آل عمران جوان کا جاری کورس تھا اس کی پہلی دس آیات کی تفسیر اس کے ذمے لگائی گئی تھی۔اب یہ ۔اس پر منحصر تھا کہ وہ کس طریقے سے اپنی بات ان سب کے دلوں میں پہنچاتی ہے

(نازنین تم یہ سب کر لوگی نا!۔۔۔اگر گھبرا رہی ہو تو تمہاری جگہ میں کر لوں)

۔زہرہ کی آواز اس کی سماعتوں میں ابھری جو چند لمحے قبل اس کے لئے فکر مند تھی

۔۔۔۔فکر مت کرو!۔۔۔میں یہ سب کر لوں گی)

(نازنین تسلی دینے والے انداز میں زہرہ سے بولی

www.novelsclubb.com

یہ چند لمحے قبل ان کے درمیان ہوئی باتیں تھیں جو اس کے ذہن کے پردے پر لہرا رہی تھیں۔

تمام طلباء جب جمع ہو چکے تو نازنین کے دل ایک لمحے کو مارے گھبراہٹ کے زور سے دھڑکا۔یونیورسٹی ٹائم میں وہ بہت سی پریزینٹیشنز دیتی رہی تھی لیکن اب جو چیز اس کو رپریزینٹ کرنی تھی وہ اللہ کی پاک کتاب تھی۔اس کے پاک احکامات تھے۔خود کو کمپوز کرتے ہوئے اس نے باآواز بلند سلام کیا۔تمام طلباء نے پرجوش انداز میں سلام کا جواب دیا۔

www.novelsclubb.com